DOI: https://doi.org/10.52541/fn.v60i1.687

اسلامی بنکاری میں عقدِ شراکت سے حصولِ ملکیت کا شرعی طریقہ

حافظ محمد ناصر[❀] منظور احمد الازہری[❀]

Ownership through the Mode of Partnership (*Musharkah*) in Islamic Banking

Hafiz Muhammad Nasir[❀] **Manzoor Ahmad al-Azhari**[❀]

Abstract: This paper intends to discuss the mode of *Mushārkah* to that of ownership in the light of Islamic *Sharī'ah* considering current practice of Islamic Banking. There are opinions of scholars regarding this step of possession from partnership exercising agreement based upon partnership. This study incorporates different dimensions of partnership highlighting its various types and different juristic opinions in this regard either in the favor of execution of this financial mode or rejecting partially or otherwise. Employing analytical method, it has been visited number of traditional and modern view regarding the subject matter. As in diminishing *Mushārkah* contract, the client pays all expenses that consequent to ownership. It is concluded that the modern method of partnership, which is a new form of participation, is consistent with its origin and traditional permissible mode with particular conditions, so it is included in the financing issues of Islamic banks.
Keywords: Islamic Banking, *Mushārkah*, *Sharī'ah*, Owenership, Injuctions

Summary of the Article

This paper discusses, from the worldly matters of human beings, a specific type of trade for buying and selling. In which, the status of ownership has been explored in the light of Islamic sharia. This, besides common matters, is found mostly in different economic institutes for obtaining different articles in the present day. This specific type of trading is related to Islamic Banking System.
Today, individuals related to banking system use this type of trading with many other types of trade. These dealing are used to acquire houses, shops, and markets and to promote large businesses. Meezan bank, Alfalah bank and

❀ پرنسپل، اقراء حدیقۃ الاطفال، ایجوکیشن سسٹم، اٹک۔
❀ ایسوسی ایٹ پروفیسر (شریعہ)، ہائی ٹیک یونی ورسٹی، ٹیکسلا کینٹ۔
❀ Principal Iqra Hadiqatul Atfal, Education System, Attock.
❀ Associate Professor (Shariah), HITEC University, Taxila Cannt.

Summit bank among the Islamic banks have compiled and adopted this type of program and is being offered to customers.

Today not only have economic resources been provided in abundance to masses but the rules and regulation for their use have been set also. In every country, the government institutes have described the rules and regulations for the safety of wealth; and it is stated utmost necessary to follow these rules and regulations and the breach of these rules is an illegal action. In Islam, human beings are not allowed to freely become economically stable but they are responsible and bound to observe Halal and lawful trade, so as to adopt the Halal and lawful for different types of trading and shun the unlawful and Haram things. All these types of trading are being used as a tool for different transactions in Islamic banking system in Pakistan for a long time.

Following the example of Islamic banking, conventional banks have also adopted this type of trading. Research is being done keeping in view the advantages of these types of trading. The lawful type of these olden days trading is found in different places of the world even today. As the situation is changing with the time, new types of trading and dealing are being discovered along with it. These have their own limits and rules and research work about these types exists in Islamic jurisprudence/*Fiqah* books like ***Kitāb ul Hidāyah, Bidai' al-Sanāi', Rad al Mukhtār***, etc. but there is no article about above mentioned topic.

This paper brings under discussion all the aspects of the topic so as to determine the correct characteristics of the issue and to separate the doubts confronting the issue. To accomplish this, not only its meanings and terms have be defined in details but sufficient examples have been provided also. To inspect the complications in best possible ways, all the guidelines from sharia regulations have been applied. Basic dissimilarities among all the Fiqhi School, their different forms and features have been provided. Keeping in view their guiding views, all the opinions have been included by defining their acceptable and unacceptable types so that it becomes easy to comprehend the example of every fiqh, its acceptable type and unacceptable type. Arguments about these types have been presented from the Holy Qur'an and Ḥadīth for the clarification in the light of texts. Effort has been made to present the opinions of *Moḥadithīn* and the scholars of Islamic Law from their original sources. The primary reason of this is to make it a comprehensive manuscript. So that Islamic banking system can be established upon it to provide customers with the essential articles.

Banking system does not comprise of a single type of trading. Leaving aside all the other types, only *Mushārkah* has been brought under discussion. Effort has been made to discuss only *Mushārkah* from beginning to end in this study along with all its rights.

تمہید

اس مقالے کا تعلق حصول ملکیت کے جدید ذرائع میں سے شرکت متناقصہ سے ہے۔ شرکت ایک کلی ہے جو اپنے اندر متعدد اقسام وانواع کو شامل ہے، یہ اس کی فنی نوعیت کو جاننے کی کاوش ہے۔

اللہ تعالی نے جہاں انسان کے لیے معاشی وسائل وافر فراہم کر دیے، وہاں ان کے استعمال کے قواعد و ضوابط بھی مقرر فرما دیے اور اس کی انواع واقسام کو بھی ذکر کر دیا ہے، جیسے بیع وشرا، شرکت واجارہ، وقف ومیراث وغیرہ وغیرہ۔ یہی اس کی رحمت کاملہ کا تقاضا اور اس کی شان ربوبیت کو زیبا ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:
﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾[1] (اور اللہ تعالی نے خرید وفروخت کو حلال اور سود کو حرام کر دیا ہے۔)

اسلام میں معاشی طور پر مستحکم ہونے کے لیے انسانوں کو آزاد نہیں، بلکہ حلال و حرام کے درمیان پابند کیا ہے، تاکہ تجارت کی اقسام وانواع میں سے حلال و جائز کو اختیار کریں اور حرام و ناجائز کو چھوڑ دیں۔ ان مسائل میں تجارت اور اس کی انواع واقسام مثلاً اجارہ منتہیہ بالتملیک، مشارکۂ متناقصہ منتہیہ بالتملیک اور مضاربہ منتہیہ بالتملیک وغیرہ بھی ہیں۔ ان امور کو آج اسلام کے اقتصادی نظام میں جدید اسلامی بینکاری کے لیے مختلف اسلامی بینک اور اسلامی بینکوں کو دیکھتے ہوئے روایتی بینک بھی اپنا رہے ہیں۔ اسلامی بینکوں میں میزان بینک، الفلاح بینک، سمٹ (Summit) بینک، اسلامی بینک پاکستان اور ان کی شاخوں میں اس پروگرام کو گاہک حضرات (Customer) کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔ شراکت داری اسلامی کتب فقہ کا ایک طویل باب ہے۔ فقہ کی تمام کتابوں میں اس کی شرعی حیثیت، جزئیات اور مسائل موجود ہیں۔ فقہِ مذاہبِ اربعہ کی کتاب **الفقه على المذاهب الأربعة** کی تیسری جلد میں اس پر خاصی طویل بحث میں فقہاے اسلام کے نظریات ومسائل کو ذکر کیا گیا ہے اور اس کی جائز اور ناجائز صورتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ ان میں سے اجارہ منتہیہ بالتملیک اور مشارکۂ متناقصہ منتہیہ بالتملیک وغیرہ پر مختلف اردو وعربی کتب میں اہلِ علم گفت گو کرتے ہیں جو کہ طویل بحوث پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے ایک نوع کو یہاں ذکر کیا جائے گا جو مشارکۂ متناقصہ کی صورت میں اسلامی بینکاری میں استعمال ہو رہی ہے۔ اس کی شرعی نوعیت کیا ہے؟ اس کی تمام اقسام اسلامی بینکاری میں استعمال ہوتی ہیں یا کہ نہیں؟ اس کے جواز وعدم جواز پر علما کے نظریات کیا ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

۱۔ القرآن، ۲: ۲۷۵۔

عقد شراکت سے حصول ملکیت پر سابقہ تحقیقات

اس عنوان پر مختلف محققین کے مقالات میں جزوی و مختصر کام موجود ہے لیکن الگ سے کوئی کتاب یا مکمل تفصیلی مقالہ نظر سے نہیں گزرا، اور مذاہب فقہیہ کی کتب فقہ اسلامی میں اس عنوان پر ہر کتاب میں مثلا **الهداية،بدائع الصنائع، رد المختار**، وغیرہ میں کام موجود ہے، مگر مذکورہ معین عنوان پر کوئی باب وفصل نظر سے نہیں گزری۔

بنیادی سوال: کیا اسلامی بینکاری میں عقد مشارکۂ متناقصہ سے حصول ملکیت ہوسکتی ہے یا نہیں؟

اس سوال کا جواب سمجھنے کے لیے مرکزی الفاظ کی لغوی واصطلاحی حقیقت کو جاننا ضروری ہے، تاکہ سوال کا جواب مکمل سامنے آجائے اور ایجابی وسلبی صورتوں میں فرق ممکن حد تک ذہن نشین ہو جائے۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

عقد کا لغوی مفہوم

عقد کے معانی گرہ، گانٹھ، بندھن، معاہدہ، عہد وپیمان قول وقرار خرید وفروخت وغیرہ کے ہیں۔[۲]

عقد کا اصطلاحی مفہوم

"اتفاق بين طرفين يلتزم فيه كل منهما تنفيذ ما تم الاتفاق عليه ولا بد فيه من إيجاب و قبول."[۳] (دو اشخاص (بائع مشتری) کا آپس میں کسی معاہدے پر متفق ہو کر اس کو نافذ کرنا اس میں ایجاب وقبول ضروری ہے۔)

شرکت ومشارکہ کے لغوی معنی

شرک سمع یسمع شرکاء و شرکة : شریک ہونا، أشرکه في أمره : کسی کو اپنے کام،کاروبار (خرید وفروخت) میں شریک کرنا، الشرکة:شرکت دو اشخاص کے درمیان مشترکہ کام میں حصہ داری کا معاہدہ،

۲- مولانا وحید الزمان قاسمی،**القاموس الوحید** (لاہور، کراچی: ادارہ اسلامیات)، ۱:۱۱۰۴۔

۳- عبدالرزاق السنہوری، **مصادر الحق في الفقه الإسلامي** (جامعة الدول العربية معهد الدراسات العربية العالية)،۱: ۴۱۔

المشارک شریک کار، حصہ دار، أشرک باللہ ، اللہ کے لیے شریک ٹھہرانا[۴]، صفت: مشارک۔ اس میں الف کا اضافہ کریں، تو یہ باب مفاعلہ بن جائے گا۔

شارک یشارک از مفاعلة، وتشارک از باب تفاعل: باہم شریک ہونا،المشارکة، التشارک (مصدر) ایک دوسرے کا حصہ دار بننا ، اشترک الأمر، کسی کام کا مشترک ہونا، اشترک القوم في کذا . لوگوں کا باہم خرید و فروخت وغیرہ میں شریک ہونا۔ المشترک وہ چیز جس میں دو یا کئی افراد کی شراکت داری ہو۔

الشرکة

مصدر شرک یشرک شرکا و شرکة اصل میں شَرِکة یعنی شین کے زبر اور را کے زیر کے ساتھ تھا، پھر مصدر میں تخفیف ہو کر شین کے زبر اور را کے سکون کے ساتھ (شَرْکة) ہو گیا۔[۵]

شرکت اور مشارکہ کا لغوی فرق

شرکت باب سمع سے ثلاثی مجرد کا مصدر ہے، جب کہ مشارکہ باب مفاعلہ ثلاثی مزید فیہ کا مصدر ہے، جس کی وجہ سے خصوصیات ابواب کے تحت شرکت کے معنی شریک ہونے کے ہیں، جب کہ مشارکہ کے معنی باہم شریک ہونے کے اور ایک دوسرے کے حصے دار بننے کے ہیں، مثلا بینک اور گاہک کا مشترک خرید و فروخت کرنا۔[۶] مختلف کمپنیوں میں افراد کا شریک ہو کر کاروبار کرنا، اشیاے ضرورت کی خرید و فروخت کرنا، زمین کی خرید داری میں مختلف لوگوں کا رقم لگانا۔

شرکت کا اصطلاحی معنی

فقہ حنفی

"عبارة عن عقد بین المتشارکین في الأصل والربح."[۷] (دو شریکوں کا اصل سرمایے اور منافع میں شرکت کا معاملہ کرنے کا نام شراکت یا مشارکہ ہے۔)

۴۔ ابوعبداللہ محمد الحنفی الرازی، **مختار الصحاح** ،ت، یوسف الشیخ محمد (بیروت: المکتبة العصریة)، ۱: ۱۶۴۔

۵۔ فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی، **تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق** (ملتان: مکتبہ امدادیہ، س ن)، ۳: ۱۱۲۔

۶۔ قاسمی، مرجع سابق، ۱: ۸۵۹۔

۷۔ ابن عابدین شامی، **ردالمختار علی الدرالمختار** (ریاض: دار عالم الکتب، ۲۰۰۳ء)، ۶: ۴۶۶۔

فقہ مالکی

ابن عرفہ نے ایک مزید عام تعریف کی: "تقرر متمول بين مالكين فأكثر ملكا فقط."[۸] (دو مالکوں یا زیادہ کے درمیان کسی شئے متقوم کی ملکیت کا مقرر ہو جانا۔)

فقہ شافعی

"بأنها ثبوت الحق لاثنين فأكثر على جهة الشيوع."[۹] (حق کاروبار زیادہ افراد کے لیے بطریقہ شیوع ثابت ہونا۔)

فقہ حنبلی

علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے شرکت کی ایک عمومیت والی تعریف فرمائی ہے: "هي الاجتماع في استحقاق أو تصرف."[۱۰] (یعنی استحقاق اور تصرف میں جمع ہونا۔)

تمام ائمہ کی اصطلاحی تعریفین مکمل نظریات کو ظاہر کر رہی ہے کہ شرکت کا معاملہ بڑا واضح ہے، لہذا تبصرے کی ضرورت نہیں ہے۔

شرکت کی اقسام

فقہائے قدیم کی کتب فقہ میں شرکت کی تین اقسام ذکر کی ہیں:

۱- شركة العنان

۲- شركة الأعمال / شركة الأبدان/ الصنائع،التقبل

۳- شركة الوجوه (الذمم)[۱۱]

۸- محمد بن ابراہیم موسی، **شركات الأشخاص بين الشريعة والقانون** (ریاض: جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية،۱۴۰۱ھ)، ۲۴۔

۹- محمد نجیب المطیع، **تكملة المجموع شرح المهذب** (مصر: مطبعة الإمام)،۱۳: ۵۰۵۔

۱۰- ابن قدامۃ المقدسی، **المغني** (ریاض: دار عالم الكتب،۱۹۹۷ء)،۷: ۱۰۹۔

۱۱- شامی، **ردالمختار على الدرالمختار**،۶: ۴۷۵۔

عصر حاضر کے محققین نے انھی اصول و قواعد کے تحت مندرجہ ذیل جدید اقسام کو ذکر کیا ہے جو کہ آج بینکوں، کارپوریشنوں، کمپنیوں اور مختلف مالیاتی اداروں میں رائج ہیں:

شرکت مساہمہ، تضامنہ، توصیہ منفردہ، توصیہ سہمیہ، محاصہ، اور متناقصہ جو اس مقالے میں زیر بحث ہے۔

شرکت متناقصہ کو آج اسلامی بینکوں میں اپنایا گیا ہے۔ یہ اصل میں فقہاے قدیم کی کتابوں میں آنے والی شرکت العنان کی قسم ہے اور مقصود بھی اس کو بیان کرنا ہے تاکہ اس شرکت متناقصہ کی حیثیت واضح ہو جائے۔

شرکت مضاربہ اور مشارکہ میں فرق

شرکت کی دو تعریفیں کی گئی ہیں جن میں سے ایک عام اور دوسری خاص ہے۔ پہلی تعریف چوں کہ عام ہے اس لیے اس میں مضاربت اور مشارکہ بھی داخل ہے اور دوسری تعریف کے خاص ہونے کی وجہ سے اس میں مشارکہ اور مضاربہ شامل نہیں ہیں۔

شرکت متناقصہ کی تعریف (Diminishing Musharkah)

"شركة يتعهد فيها أحدالشركاء بشراء حصة الآخر تدريجيا إلى أن يتملك المشروع بكامله."[۱۲] (شرکت متناقصہ وہ شرکت ہے جس میں کوئی ایک حصہ دار (شریک) دوسرے حصے دار کا حصہ (Share) آہستہ آہستہ حصوں میں تقسیم کر کے خریدتا ہے اور تمام مبیع (Assets) کا مالک بن جاتا ہے۔

آج بینک، مالی کارپوریشنیں، مالی کمپنیاں اور دیگر ادارے اسی شرکت کو سامنے رکھ کر اشیا کی مشترک خرید و فروخت کر رہے ہیں۔ اس میں پہلے شرکت معین مدت کے لیے ہوتی ہے، اور بعد میں جب شریک مبیع (Assets) کو اجارہ منتہیہ بالتملیک کے یا مشارکہ منتہیہ بالتملیک کے طریقے سے کرائے پر لے کر عام کرائے سے زیادہ کرایہ کو اقساط میں خرید لیتا ہے یا یونٹ میں تقسیم کر کے ایک ایک یونٹ خرید لیتا ہے، جس سے ہر دو شریک کے لیے آسانی ہو جاتی ہے۔ یا جس جائز طریقے پر ہر دو شریک راضی ہو جائیں ۔

۱۲- هيئة المحاسبة، **المعايير الشرعية** (منامہ بحرین: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية، ۲۰۰۲ء)، ۱: ۱۷۱۔

شرکت متناقصہ کی شروط

جدید معاشیات میں شرکت کا مفہوم (۱۳)

Two, three or more people combine, contribute capital, and agree to share profits and bear losses in agreed proportion.

(دو تین یا زیادہ لوگ مل کر سرمایہ لگائیں اور منافع میں شرکت پر راضی ہوں اور اپنے لگائے ہوئے سرمائے کے تناسب سے نقصان برداشت کریں۔)

جدید مشارکہ

فقہ کی قدیم کتابوں میں لفظ مشارکہ کو شرکت کی کسی خاص قسم یا کسی مخصوص معاملے کے لیے استعمال نہیں کیا گیا، بلکہ ان میں مشارکہ اور شرکت ایک ہی معنی میں استعمال ہوتا رہا۔ چناں چہ فقہ کی ان کتب میں مشارکہ کا وہ مفہوم نہیں ملتا ہے جسے یہاں ذکر کرنا مقصود ہے۔ اسی طرح عصر حاضر میں شرکت کے موضوع پر جو کتابیں لکھی جاچکی ہیں چوں کہ وہ بھی در حقیقت فقہ کی قدیم کتابوں سے ماخوذ ہیں، اس لیے ان میں بھی مشارکہ کا تصور شرکت کی کسی نئی قسم کے طور پر ملنا مشکل ہے؛ البتہ جدید معاشی محققین مشارکہ کی اصطلاح شرکت کی ایک قسم کے طور پر استعمال کر رہے ہیں جس کے ذریعہ فائنانسنگ اور انویسٹمنٹ کے ایسے طریقے متعارف کرائے جارہے ہیں جو سود کے متبادل کے طور پر پیش کیے جاسکتے ہیں اور ان کے ذریعے زیادہ سے زیادہ خرید و فروخت کی جاسکتی ہے اور ہو بھی رہی ہے۔

آج کا مشارکہ صورتاً شرکت اور مضاربت کا ایک مجموعہ نظر آتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ دونوں مختلف اوقات میں عاقدین کی رضا سے الگ الگ عقد ہیں۔ مضاربہ میں یہ ہوتا ہے، کہ ایک شخص پیسہ لگاتا ہے جسے رب المال کہتے ہیں اور دوسر شخص اس کے ذریعے تجارت کر کے پیسہ کماتا ہے جسے مضارب کہاجاتا ہے۔ عام طور پر مضارب اپنے پاس سے پیسے نہیں لگاتا، بلکہ رب المال سے سرمایہ لے کر کاروبار کرتا ہے لیکن اگر مضارب بھی اپنا کچھ سرمایہ اسی کاروبار میں لگانا چاہے تو اس صورت میں اس مضاربت کے ساتھ شرکت بھی جمع ہو جائے گی۔ مثلاً اگر جمیل (رب المال) نے اشرف (مضارب) کو ایک لاکھ روپے بہ طور مضاربہ دیے۔ اس میں اشرف (مضارب) نے اپنے پاس سے پچاس ہزار روپے شامل کر لیے تو یہ شرکت ہو گی اور عصر حاضر میں اس کے لیے مشارکہ کی

13- S.M. Akhtar, K.K. Dewett, *Modern Economic Theory*(Lahore: S.Chand & Co. 1946),140.

اصطلاح استعمال ہوتی ہے؛ کیوں کہ مال ہر دو افراد / کمپنی کا ہے جس میں مضاربہ بھی پایا جائے گا۔ وہ قیمت جو ذمے میں ہے، دونوں فروخت کرنے والوں کے درمیان مشترک ہوگی۔

شرکت المنافع والأعیان

منافع (Usufruct) اور اعیان (Corpus) میں شرکت، مثلاً دو یا زیادہ افراد کسی زمین یا جانور کے وراث بن جائیں مثلاً ایک بڑا پلاٹ، مکان، مارکیٹ ہے اور اسے دو مساوی حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، تو وہاں تقسیم کا عمل باہمی رضامندی سے، قرعہ اندازی سے اور عدالت کے واسطے سے ہو سکتا ہے۔ اس طرح جب تقسیم عمل میں آجائے تو شرکت ختم ہو جاتی ہے اور ہر شخص اپنے تقسیم شدہ حصے کا بلا شرکت غیر مالک بن جاتا ہے۔ قابل تقسیم اشیا میں ہر شریک کو ہر وقت یہ حق حاصل ہے کہ وہ تقسیم کا مطالبہ کرے اور اپنا حصہ الگ کر لے، لیکن اگر مشترک چیز ایسی ہے کہ یا تو تقسیم ہو ہی نہیں سکتی یا تقسیم ہونے کے نتیجے میں اس کی قدر و قیمت بہت کم رہ جاتی ہے یا وہ قابل استعمال نہیں رہتی، تو ایسی اشیا کی تقسیم میں اس طریقے پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں یا تو ایک شریک باہمی رضامندی سے دوسرے شریک کا حصہ خرید کر شرکت ختم کر سکتا ہے یا پھر شرکت کو باقی رکھتے ہوئے مہایاۃ پر عمل کر سکتا ہے، جس کی تفصیل اوپر دی گئی ہے۔ اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لأ ن الأصل في الشركة العموم لأن المقصود منها تحصيل الربح وهذا المقصود لا يحصل إلا بتكرار التجارة مرة بعد مرة أخرى."[۱۴] (اصل شرکت میں عموم ہے؛ کیوں کہ مقصود شرکت سے نفع حاصل کرنا ہے اور مقصد بار بار تجارت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔)

فقہ حنفی کی معروف کتاب **مجلة الأحكام العدلية** میں ہے:

يتقوم العمل بالتقويم أي أن العمل يتقوم بتعيين القيمة و يجوز أن يكون عمل شخص أكثر قيمة بالنسبة إلى عمل شخص آخر مثلا إذا كان رأس مال الشريكين في شركة العنان متساويا و كان مشروطا عمل كليهما فإذا شرط لأحدهما حصة زائدة في الربح جاز، لأنه يجوز أن يكون أحدهما أكثر مهارة من الآخر في البيع والشرآء و عمله أزيد و أنفع.[۱۵]

۱۴۔ ابو بکر بن مسعود الکاسانی، **بدائع الصنائع** (بیروت: دار الكتب العلمية، ۲۰۰۳ء)، ۷: ۵۰۸۔

۱۵۔ علی حیدر، **مجلة الاحكام العدلية** (ریاض: دارا عالم الكتب، ۲۰۰۳ء)، ۱۳۴۵۔

(کام بھی ان چیزوں میں سے ہے جس کی قیمت مقرر کی جاتی ہے یعنی عمل کی باقاعدہ قیمت مقرر کی جاسکتی ہے۔ اس لیے یہ جائز ہے کہ ایک شخص کا عمل (اس کی پیشہ ورانہ مہارت کی وجہ سے) دوسرے شخص کے عمل سے زیادہ قیمتی قرار پائے۔ مثلاً دو شراکت داروں نے ایک شرکت قائم کی، سرمایہ دونوں کا برابر تھا اور یہ بھی شرط تھی کہ دونوں کام کریں گے اس کے باوجود اگر معاہدۂ شرکت میں یہ شرط بھی رکھ دی جائے کہ ایک شریک، منافع میں سے زائد حصہ لے گا تو یہ شرط جائز ہوگی، کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ ایک شریک دوسرے کی بہ نسبت خرید و فروخت میں زیادہ مہارت رکھتا ہو اور اس کا کام زیادہ نفع بخش ہو۔)

مشترک ملکیت کو منتقل کرنے کے طریقے

شرکت ملک میں تمام مال سب شرکا میں اس طرح مشترک ہوتا ہے کہ ہر شریک دوسرے شریک کے لیے اجنبی ہوتا ہے؛ چناں چہ ہر شریک اپنے حصے کی ملکیت کو بیع، ہبہ یا وصیت کے ذریعے منتقل کر سکتا ہے۔ البتہ بیع (فروخت) کرنے کی صورت میں اگر مکان یا جائداد فروخت کی جارہی ہے، تو شرکا کو اس میں شفعہ دائر کرنے کا پہلا حق حاصل ہوگا۔ اس صورت میں اگر شفعہ کے حق دار ایک سے زیادہ ہوئے تو اگرچہ ان کے حصص برابر (مساوی) نہ ہوں تب بھی شفعہ کے مطالبے میں سب برابر سمجھے جائیں گے؛ چناں چہ شفعہ کے نتیجے میں سب برابر (مساوی) زمین کی خریداری کے حق دار ہوں گے۔ علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فأما شركة الأملاك فحكمها في النوعين جميعا واحد، وهو أن كل واحد من الشريكين كأنه أجنبي في نصيب صاحبه، لا يجوز له التصرف فيه بغير إذنه لأن المطلق للتصرف الملك أو الولاية ولا لكل واحد منهما في نصيب صاحبه ولاية بالوكالة أو القرابة؛ ولم يوجد شيء من ذلك۔[١٦]

(شرکت املاک کی دونوں انواع میں ایک حکم ہے اور وہ یہ کہ ہر شریک دوسرے کے لیے اجنبی ہوتا ہے، دوسرے کے مال میں اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتا؛ کیوں کہ مطلق تصرف یا ولایت حاصل نہیں ہے اور دوسرے کے مال میں وکالت حاصل ہے اور نہ ان میں سے کوئی حاصل کی گئی ہے۔)

شرکت متناقصہ کے مجوزہ طریقے اور خصوصیات

۱۔ تمویلی ادارہ اور عمیل (Client) مل کر شرکت ملک کی بنیاد پر ایک مکان خریدتے ہیں اور پھر وہ مکان ان کے سرمائے کے تناسب سے مشترک ہوتا ہے۔

۱۶۔ الکاسانی، بدائع الصنائع، ۷: ۵۳۰۔

۲- تمویلی ادارہ اس گھر میں اپنا حصہ عمیل (Client) کو ماہانہ کرائے پر دیتا ہے۔

۳- تمویلی ادارہ اپنے یونٹ عمیل کو فروخت کرتا ہے۔

اب ہم مذکورہ بالا تینوں شرکت، اجارہ، بیع باتوں پر علاحدہ علاحدہ غور کرتے ہیں۔

۱- شرکت / مشارکہ

دونوں کا مکان خرید کر شرکت الملک قائم کر لینا ہے اس میں شرعا کوئی مانع یا ناجائز بات نہیں ہے۔ یہ شرکت الملک ہے۔

شرکت الملک کی تعریف

"شركة الملک هي أن يملک متعدد عينا أو دينا بأرث أو بيع أو غيرها."[۱۷]

(شرکت الملک یہ ہے کہ متعدد اشخاص کسی سامان یا دین کے وارثت، بیع یا اس کے علاوہ کسی اور سبب سے مالک بن جائیں۔)

چوں کہ یہ شرکت / مشارکہ دونوں کے خریدنے سے قائم ہوا ہے لہٰذا اس کے جواز میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲- اجارہ (کرایہ)

شریک کا اپنے حصے کو یعنی تمویلی ادارے سے عمیل کو اپنا حصہ کرائے پر دینا؛ یہ کرایہ داری کا معاملہ بھی جائز ہے کیوں کہ کسی مشترک چیز کو اگر ایک شریک دوسرے شریک کو کرائے پر دے تو جائز ہے۔

علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:

ولاتجوز إجارة المشاع لغير الشريک إلا ان يؤ جر الشريكان معا ، و هذا قول أبي حنيفة وزفر رحمة الله عليهما لأنه لا يقدر على تسليمه فلم تصح إجارته، و اختار أبو حفص العبقري جواز ذلک وقد أومأ إليه أحمد وهو قول مالک والشافعي وأبي يوسف ومحمد لأنه معلوم يجوز بيعه فجازت إجارته كالمفرد، ولأنه عقد في ملكه يجوز مع شريكه فجاز مع غيره.[۱۸]

۱۷- ابن عابدین شامی، **ردالمختار على الدر المختار**،۶: ۴۶۶۔

۱۸- ابن قدامہ المقدسی، **المغني**،۸: ۱۳۴۔

(غیر شریک کو مشاع (مشترک) چیز کرائے پر دینا جائز نہیں ہے، الا یہ کہ اگر دونوں شرکا اکٹھے مل کر کسی اجنبی کو کرائے پر دیں (تو جائز ہے)۔ یہ قول امام ابو حنیفہ اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہم کا ہے، کیوں کہ ایک شریک حصہ دار کے بغیر کرائے پر دینے پر قادر نہیں ہے، اور امام ابو حفص عبقری رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ اسی کی طرف امام احمد نے اشارہ کیا ہے۔ یہی قول امام مالک، امام شافعی، امام یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کا ہے؛ کیوں کہ یہ ایک معلوم چیز کو کرایہ پر دینا ہے، تو اس کی اجازت ہے جیسے اکیلا ہونے کی صورت میں جائز ہے، اور یہ اپنی ملکیت میں معاہدے کو مکمل کرنا ہے۔ یہ شریک کے ساتھ بھی جائز ہے اور اس کے غیر کے ساتھ بھی جائز ہے۔)

۱۔ اگر وہ فروخت کردہ حصہ صرف تعمیرات پر مشتمل ہے اور تو وہ اپنے دوسرے شریک کو فروخت کر رہا ہے تو بھی بالاتفاق جائز ہے اور اگر وہ فروخت ہونے والا حصہ جو صرف تعمیرات پر مشتمل ہے کسی اجنبی آدمی کو فروخت کیا جائے تو اس میں اختلاف ہے۔

فقہ حنفی

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ولو باع أحد الشريكين في البناء حصته لأجنبي لا يجوز ولشريكه جاز.“[۱۹] (اگر دو شریکوں میں سے ایک شریک کسی عمارت میں اپنا حصہ (غیر شریک) کو فروخت کرے تو ناجائز ہے، البتہ اگر اپنے شریک کو فروخت کرے تو جائز ہے۔)

اب اگر فریقین ان تینوں عقود (شرکت الملک کا عقد، اجارہ کا عقد، بیع کا عقد) پہلے ہی اکٹھے طے کر لیں تو یہ صورت حال فقہی لحاظ سے قابل غور ہے، اس لیے کہ اس میں ایک عقد دوسرے عقد میں داخل ہو رہا ہے، جسے اصطلاح فقہ میں صفقة في صفقة کہا جاتا ہے اور یہ ناجائز ہے، یہاں تک کہ حنابلہ جو بیع میں بعض شرائط کو جائز قرار دیتے ہیں ان کا بھی مذہب یہ ہے۔

علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں: ”الثاني(أي النوع الثاني من الشرط) فاسد، وهو ثلاثة أنواع، أحدها: أن يشترط على صاحبه عقدا آخر، كسلف أو قرض أو بيع أو إجارة أوصرف الثمن أو غيره.“[۲۰]

(دوسری قسم شرط فاسد کے بارے میں ہے اور وہ تین قسم پر ہے: ایک ان میں سے یہ ہے کہ بائع

۱۹۔ شامی، ابن عابدین، ردالمختار على الدرالمختار، ۶: ۳۴۶۔

۲۰۔ ابن قدامہ المقدسی، الشرح الكبير على المغني (بیروت: دارالکتاب العربي)، ۴: ۵۳۔

مشتری پر دوسرے عقد کی شرط عائد کر دے، جیسے سامان، قرض، خرید و فروخت، کرایہ، بیع صرف کی رقم وغیرہ وغیرہ کا عقد مشتری بائع سے کرے گا؛ جب کہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صفقتين في صفقة واحدة." (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سودے میں دو سودے کرنے سے منع کیا ہے۔) اور یہ قول امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور جمہور علما کا ہے اور امام مالک اس عقد کو صحیح مانتے ہیں، لیکن شرط میں جو معاوضہ مقرر کیا گیا ہے اس کو فاسد قرار دیتے ہیں، لیکن یہ ممانعت اس وقت ہے جب ایک عقد کی ذات میں دوسرے عقد کو طے کیا جائے۔ اگر ایک عقد دوسرے عقد کے ساتھ مشروط نہ ہو، بلکہ صرف دوسرے عقد کا وعدہ کیا جائے کہ دونوں فریق یہ وعدہ کریں کہ فلاں وقت میں اجارہ کریں گے اور فلاں تاریخ کو بیع کی جائے گی اور ہر عقد اپنے وقت مقررہ پر بغیر کسی شرط کے مطلقا منعقد کیا جائے تو اس صورت میں صفقه في صفقه یا بیع و شرط یعنی ایک سودا دوسرے سودے کے ساتھ مشروط ہونا لازم نہیں آئے گا۔ اور اس قسم کے بعض مسائل میں فقہاے کرام نے اس کے جواز کی تصریح کی ہے جیسے بیع الوفاء۔ بعض فقہاے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ اگر وفاء کی شرط ذات بیع میں ہو تو ناجائز ہے اور اگر بیع مطلق عن الشرط ہو اور وفاء کا معاہدہ بیع سے الگ کیا گیا ہو تو یہ جائز ہے۔ اور وعدۂ وفا قضاء بھی لازم ہو جائے گا۔ وعدہ بیع کے بعد کیا گیا ہو تو وفاء کا جواز بہت سے فقہا نے لکھا ہے لیکن اگر وہ وعدہ بیع سے پہلے کیا گیا ہو تب بھی وفا کے وعدے کا نفاذ ظاہر ہے۔

فتاویٰ خانیہ میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ "وإن ذكر البيع من غير شرط ثم ذكر الشرط على وجه المواعدة جاز البيع ويلزمه الوفاء بالوعد، لأن المواعدة قد تكون لازمة فتجعل لازمة لحاجة الناس."[۲۱] (اور اگر بیع کسی شرط کے بغیر مذکور ہو پھر شرط کو بہ طور وعدہ ذکر کیا جائے تو بیع جائز ہے اور اس وعدے کا ایفا ضروری ہو گا؛ اس لیے کہ وعدہ بھی بعض اوقات لازم ہو جاتا ہے۔ یہ بھی لوگوں کی حاجت کی وجہ سے لازم ہو گا۔)

اسی طرح علماے مالکیہ نے بھی بیع الوفاء میں، جسے ان کے نزدیک بیع الثنایا کہا جاتا ہے، یہ حکم ذکر کیا ہے کہ اصلا تو یہ ناجائز ہے، لیکن علامہ خطاب فرماتے ہیں: "لا يجوز بيع الثنايا وهو أن يقول أبيعک هذا الملک أوهذه السلعة على أن آتيک بالثمن إلى مدة كذا أو متى آتيک به فالبيع مصروف

۲۱– محمد تقی عثمانی، **بحوث في قضايا معاصرة** (کراچی: مکتبة دار العلوم)، ۲: ۱۰۷۔

عني."(۲۲) (بیع الثنایا ناجائز ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ یہ اپنی چیز یا یہ کپڑا میں تم کو اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ فلاح تاریخ کو میں اس قیمت پر اس کو لے لوں گا یا میں جب بھی اس کی قیمت لایا تو یہ بیع میری طرف سے ختم ہو جائے گی۔) لیکن اگر بیع بغیر کسی شرط کے مطلقا کی جائے، پھر مشتری بائع سے وعدہ کرے کہ جب وہ قیمت لائے گا، مشتری اسے واپس فروخت کر دے گا تو یہ وعدہ صحیح ہے اور بائع پر لازم ہے۔علامہ حطاب مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال في معين الحكام: و يجوز للمشتري أن يتطوع للبائع بعد العقد بأنه إن جاء بالثمن إلى أجل كذا فالمبيع له، ويلزم المشتري متى جاء بالثمن في خلال الأجل أو عند انقضاء أو بعده على القرب منه، ولا يكون للمشتري تفويت في خلال الأجل أو عند انقضاء ، أوبعده على القرب منه، ولا يكون للمشتري تفويت في خلال الأجل ، فإن فعل بيع أو هبة أو شبه ذلک، نقض إن أراده البائع، ورد إليه.(۲۳)

(اور مشتری کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ بائع سے عقد کے بعد وعدہ کرے کہ اگر وہ فلاں تاریخ کو قیمت لائے گا تو مبیع اس کی ہو جائے گی اور اگر وہ قیمت مدت کے دوران میں یا مدت کے ختم ہونے کے بعد یا اس کے قریب زمانے میں لایا تو مشتری پر اسے فروخت کرنا لازم ہو گا اور مشتری کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس مدت کے دوران میں اس حق کو کسی طرح مثلاً بیع، ہبہ وغیرہ کے ذریعے ختم کرے، کیوں کہ اگر اس نے ایسا کیا تو اس نے وعدہ توڑ دیا؛ لہذا بائع اس سے مطالبہ کر سکتا ہے۔)

قاضی ابن سماوہ الحنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"شرط شرطا فاسدا ثم عقد لم يبطل العقد و يبطل لو تقارنا."(۲۴) (اگر کوئی فاسد شرط عقد سے پہلے لگائی گئی، اس کے بعد عقد کر لیا تو عقد باطل نہ ہو گا اور عقد اس صورت میں باطل ہو گا جب دونوں (عقد اور شرط فاسد) کو ملا دیا۔)

شرکت متناقصہ میں فقہائے قدیم وجدید کے نظریات

فقہ مالکی، شافعی، حنبلی وغیرہ میں مشاركة متناقصة منتهية بالتمليک، إجارة منتهية

۲۲۔ حطاب ابوعبداللہ محمد بن محمد، **تحرير الكلام في مسائل الالتزام** (بیروت: دارالعرب الإسلامي، ۹۵۴ھ)، ۲۳۳۔

۲۳۔ نفس مصدر، ۲۳۹۔

۲۴۔ ابن قاضی بدرالدین، **جامع الفصولين** (کراچی: اسلامی کتب خانہ)، ۲: ۷۔

بالتمليک، مضاربة منتهية بالتمليک میں ملکیت ثابت ہوتی ہے اور بینک اور گاہک کا ایک دوسرے سے معاہدہ کرنا درست ہے اور اس سے اگر کوئی ادارہ، کارپوریشن اور اسلامی وغیر اسلامی بینک معاہدات کو شرعی شرائط کے ساتھ مکمل کریں تو کوئی حرج نہیں ہے اس کا جواز ان کے نزدیک ادلۂ شرعیہ سے متصادم نہیں ہے، بلکہ ادلۂ شرعیہ میں اس کے جواز پر جزئیات موجود ہیں۔ مثلا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فأصل البيوع كلها مباح إذا كانت برضا المتبايعين الجائز في الأمر فيما تبايعا إلا ما نهى عنه رسول الله منها." (۲۵) (پھر اصل سب بیوع میں اباحت ہے، جب متعاقدین جائز الامر میں خرید و فروخت کریں، مگر وہ چیزیں جن سے رسول اللہ نے منع کیا ہے۔)

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: "إن الأصل في الشروط في العقود الإباحة والصحة." (۲۶) (اصل عقود کی شروط میں اباحت وصحت ہے۔)

فقہ حنفی کی عظیم شخصیت علامہ شمس الدین السرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "إن الأ صل في العقود الإباحة والصحة." (۲۷) (عقود میں اصل اباحت وصحت ہے۔)

ان جزئیات سے علماے متقدمین ومتاخرین کی اقتصادیاتِ اسلام میں وسیع نظری ظاہر ہوتی ہے کہ عقود میں قرآن وحدیث کی شرائط وقیودات کو اولیت حاصل ہوگی۔ جب اجارہ / اجارہ منتہیہ بالتملیک، مشارکہ متناقصہ منتہیہ بالتملیک اور مضاربہ منتہیہ بالتملیک کے اکثر امور میں کوئی فرق نہیں ہے، تو جو مقصود اجارے سے منفعت کی صورت میں حاصل کیا جاتا تھا، وہ آج عصر حاضر میں ان سے بھی حاصل کیا جاتا ہے، از خود اس کو ناجائز اور حرام کہنا مناسب نظر نہیں آتا۔ معاصر فقہا میں سے:

۱۔وھبۃ الزحیلی رحمۃ اللہ علیہ، ۲۔ محمد مختار السلامی، ۳۔حسن علی شاذلی وغیرہ بھی اصل کے اعتبار سے اس کی اکثر صور کی مشروعیت کے قائل ہیں۔

اسامہ یوسف الجزار لکھتے ہیں: "مشروعية هذا العقد من حيث الأصل." (۲۸) (اصل کے اعتبار

۲۵۔ محمد بن ادریس الشافعی، **كتاب الأم** (بیروت: دار الوفاء، ۲۰۰۱)، ۴: ۵۔

۲۶۔ علی بن محمد ابن تیمیہ، **اختيارات الفقه من فتاوى ابن تيمية** (رياض: المؤسسة السعيدية)، ۲۷۶۔

۲۷۔ سرخسی شمس الدین علامہ، **المبسوط** (بيروت: دار الكتب العلمية، ۱۹۹۳ء)، ۱۸: ۱۲۴۔

۲۸۔ اسامہ یوسف الجزار، **العقود الاجلة في الاقتصاد الإسلامي** (الجامعة الإسلامية، ۲۰۰۹ء)، ۶۵- ۷۰۔

سے عقد اجارہ منتہیہ بالتملیک جائز ہے۔)

اسلامی مملکت کویت میں ۱۹۸۰ء میں پہلی اسلامی فقہی اقتصادی کانفرنس منعقد ہوئی تو شرکاے اجلاس میں حاضر فقہی علما نے غور خوص کے بعد اجارہ منتہیہ بالتملیک کو جائز قرار دیا۔ مجمع الفقہ الاسلامی جدہ سعودی عرب میں اسلامی اقتصادی کانفرنس ۲۰۰۰ء میں اجارہ منتہیہ بالتملیک کو اسلامی بینکاری میں درست قرار دیا ہے۔

عصر حاضر کے ان فقہی علما کے تحقیقی اوراق مقالات، رسائل، قرارداد وغیرہ مجلة الفقه الإسلامي جدہ میں موجود ہیں۔

صرف ایک صورت میں اختلاف ہے۔ وہ اجارہ منتہیہ بالتملیک میں جب موجر مبیع کو مستاجر کے حوالے علامتی قیمت کی صورت میں کرتا ہے، تو اس کو ناجائز کہا ہے کیوں کہ مبیع کی قیمت بازار میں ایسی نہیں ہے۔ جیسے مستاجر ادا کر رہا ہے۔ اس صورت کی عدم مشروعیت کے بارے میں مندرجہ ذیل فقہا نے اختلاف کیا ہے۔ محمد عبدالعزیز زید، فہد الحسون، حسن علی الشاذلی، بعض معاصرین نے اجارہ منتہیہ بالتملیک سے اختلاف بھی کیا ہے۔ مثلاً عبداللہ محمد بن عبداللہ، عبداللہ بن بیہ وغیرہ، ہیئۃ کبائر العلما نے بھی اپنے فتوے میں عدم مشروعیت کا ذکر کیا ہے کہ یہ اجتماع عقدین ہے اور یہ فقہی اعتبار سے درست نہیں ہے۔ (۲۹)

عام اجارہ منتہیہ بالتملیک

متقدمین علما کے جزئیات و عبارات سے جواز سامنے آتا ہے، لیکن یہ بعض صور میں غیر مشروع بھی ہے؛ مثلاً حنفی فقہ میں ایک زمانے میں ایک عین / مبیع پر دو مختلف عقود کو جمع کرنا منع ہے۔ الگ الگ عقد ہوں تو منع نہیں ہے، جب کہ فقہ مالکی، شافعی، حنبلی، وغیرہ میں دو مختلف عقود اجارہ + بیع کو یا اجارہ اور شرط کو جمع کرنا درست ہ۔ اور یہی مشروعیت مجمع الفقہ الاسلامی جدہ سعودی عرب کی قرارداد ۲۰۰۰ء میں ہے۔

خاص اجارہ منتہیہ بالتملیک

عصر حاضر میں دو ایسے عقود سامنے آئے ہیں جن کا جزوی طور پر کتب فقہ میں ذکر ہے، لیکن موجودہ نام و اصطلاح سے ذکر نہیں ہے۔ یہ دونوں عقد نئے ہیں اور ان کو جدید اسلامی بینکنگ میں بہ طور تمویل کے اپنایا جاتا ہے۔

۱۔ مشارکہ متناقصہ، منتہیہ بالتملیک ہے۔

۲۹۔ نفس مرجع، ۶۵- ۷۰۔

۲۔ مضاربہ، منتہیہ بالتملیک ہے۔

۱۔ مشارکہ متناقصہ وہ عقد ہے جس میں ادارہ، فرم، بینک، کارپوریشن وغیرہ اور گاہک ایک مکان، دکان، پلاٹ، رقبہ مشترک طور پر لیتے ہیں جو کہ ہر دو فریق میں مشترک ملکیت ہوتی ہے۔

مشارکہ متناقصہ کے مختلف مراحل

۱۔ جائداد وغیرہ میں مشترک ملکیت پیدا کرنا۔

۲۔ بینک اسلامی وغیرہ کا اپنا حصہ ملکیت عمیل کو بہ طور اجارہ پر دینا۔

۳۔ عمیل کا اسلامی بینک وغیرہ سے مختلف یونٹوں کو خرید لینا اور رفتہ رفتہ کرایہ کا کم ہونا۔

یہ تینوں معاملات الگ الگ جائز ہیں اشتراک ملکیت، غیر مشاع حصہ کو بیع کرنا اجارہ منتہیہ بالتملیک کرنا تو ایک معاملے کے اختتام ہونے پر دوسرا معاملہ کرنا درست ہے۔ صرف ایک معاملہ / معاہدہ دوسرے کے لیے شرط نہ ہو، یہ عقد کتب فقہ قدیم میں مذکور شرکت ملک وعنان کی بنیاد پر وجود میں آیا ہے۔ یہ حقیقت میں جدید اسلامی اقتصادی ضرورت کو پورا کرنے اور سودی اقتصادیات سے بچنے کے لیے محققین اقتصادیات کی فقہی نوعیت کی کاوش ہے[۳۰]

۴۔ مضاربہ منتہیہ بالتملیک وہ عقد و معاہدہ ہے جس میں ادارہ، فرم کارپوریشن، آدمی، اسلامی بینک وغیرہ رب المال کی حیثیت سے مضارب کو راس المال (رقم) دیتے ہیں مضارب تجارت وغیرہ کے ذریعے عمل کرتا ہے منافع کی تقسیم دونوں کے درمیان شرائط کے اتفاق سے ہوتی ہے۔ کبھی مضارب اشیا کو ادارے، بینک اسلامی وغیرہ سے خود ہی خرید کرلیتا ہے۔ یہ عمل دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے

۵۔ مضارب اسلامی بینک وغیرہ سے وہ اشیا بازاری قیمت پر خرید لیتا ہے۔ یہ مضاربت کے بعد بیع کی صورت ہوتی ہے یا اشیا کے حصول کا ذریعہ اجارہ منتہیہ بالتملیک کے طور پر ہوتا ہے۔ پہلے مکان، مارکیٹ کو اجارے (کرایہ) پر لیا جاتا ہے اور قیمت، کرایہ ایسا ہوتا ہے کہ آخری قسط پر وہ اشیا مضارب کو ہبہ کر دی جاتی ہیں یا وعدہ کیا جاتا ہے کہ اس چیز کی ملکیت (بیع) کے ذریعے آپ کو منتقل کر دی جائے گی۔ مضاربت شرکت کی ایک نوع ہی ہے اور مضاربہ منتہیہ بالتملیک بالکل نئ تمویلی اصطلاح ہے جس کو آج اسلامک بینکنگ میں استعمال کیا جاتا ہے۔

۳۰۔ الجزار، مرجع سابق، ۶۵-۷۰۔

مجوزین کے دلائل

۱۔ اصل عقود میں اباحت ہے اس شرکت میں احکام شرعیہ سے کوئی چیز متصادم نہیں ہے۔

۲۔ عقد شرکت بغیر کسی اختلاف کے مشروع ہے۔

۳۔ عقد شرکت میں کوئی ایسی شرط نہیں جو تقاضاے عقد کے خلاف ہو۔

۴۔ عقد شرکت غیر لازم ہے، شریک اس میں آزاد ہوتا ہے۔ اپنے حصے کے مالک ہونے کے حوالے سے۔

۵۔ عقد شرکت، ربا (سود) سے بچنے کا جائز ذریعہ ہے۔

غیر مجوزین کے دلائل

۱۔ یہ دو عقود کو جمع کرنا ہے اور اس اجتماع عقود سے حدیث میں منع کیا گیا ہے۔

۲۔ عقدِ شرکت میں متعاقدین کی نیت شرکت کی نہیں، بلکہ غیر شرعی طریقے سے ملکیت حاصل کرنا ہے؛ لہذا جائز نہیں ہے۔ ان علما کے نزدیک نیت مؤثر ہے۔ فقہاے متقدمین کی کتب فقہ میں مذکور اصول و قواعد سے ظاہر ہوتا ہے کہ شرکت و مضاربت میں مذکورہ بالا تینوں معاملات بذات خود جائز ہیں اور زمانہ عقد مختلف ادوار میں یوں معرض وجود میں آئیں کہ شرکت، مضاربت الگ الگ ہوں اور اجارہ منتہیہ بالتملیک الگ تو پھر بھی ان کے جواز پر ائمہ اربعہ وغیرہ متفق ہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "لو باع أحد الشريكين في البناء حصته لأجنبي لايجوز ولشريكه جاز."[۳۱] (اگر کسی عمارت کے دو شریکوں میں سے ایک شریک اپنا حصہ کسی اجنبی شخص کے ہاتھ فروخت کردے تو یہ بیع جائز نہیں؛ البتہ اپنے شریک کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ مالکی شافعی، حنبلی وغیرہ کی کتب میں بھی ذکر آچکا ہے۔ مثلا **المغني** وغیرہ۔)

دونوں اقسام کا حکم

مشارکہ متناقصہ منتہیہ بالتملیک اور مضاربہ منتہیہ بالتملیک عصر حاضر کے اسلامی بینکاری میں استعمال ہونے والے جدید تمویلی عقود ہیں، لہذا موجودہ دور کے محققین ان کی مشروعیت میں اختلاف رکھتے ہیں۔ ایک طبقہ جواز کا قائل ہے جس میں یہ اسما شامل ہیں۔

۳۱۔ ابن عابدین شامی، **ردالمختار**، ۶: ۴۶۸۔

۱۔ وہبہ الزحیلی، علی محی الدین القرہ داغی، نزیہ کمال حماد وغیرہ۔

۲۔ ایک طبقہ عدمِ جواز کا قائل ہے جس میں یہ اسماشامل ہیں۔ صالح المزروقی، حسن کامل، علی السالوس وغیرہ۔[۳۲]

مشارکۃ متناقصہ کا شرعی حکم

مشارکہ متناقصہ کا شرعی حکم مذکورہ ہر دونوں نظریات کو جاننے کے بعد یہ سامنے آتا ہے کہ یہ جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ قرآن پاک اور احادیث نبوی ﷺ کے مطلق دلائل اور اقوال علما سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ شمس الائمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کلیہ بیان کیا ہے: "إن الأصل في العقود الإباحة والصحة."[۳۳] (عقود میں اصل اباحت وصحت ہے۔)

ائمہ کا احکام میں اختلاف

فقہاے متقدمین کی کتب فقہ کا مطالعہ کرنے سے جو اختلاف سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ اجارہ / اجارہ منتہیہ بالتملیک میں بیع، وعدہ بیع، ہبہ یا ہبہ بیع اور اجارے کو فقہ مالکی، شافعی، حنبلی وغیرہ میں بھی ایک سودا میں اور ایک وقت میں جمع کرنا جائز ہے، جب کہ فقہ حنفی میں اجارہ / اجارہ منتہیہ بالتملیک میں بیع، وعدہ بیع، ہبہ یا ہبہ بیع اور اجارہ کو ایک سودے میں ایک زمانے میں جمع کرنا جائز نہیں ہے اور دو مختلف سودوں (Contracts) میں مختلف زمانوں کے اندر جمع کرنے میں جواز ہے۔

نتائج

مذکورہ بالا تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے:

۱۔ کہ مشارکہ متناقصہ شرکت کی ہی ایک نئی قسم ہے جس میں وہی دلائل عصر حاضر کے محققین پیش کر

---

۳۲ ۔علی بن فہد الحسون، الإجارة المنتهية بالتمليك في الفقه الإسلامي، ۲۶۔

https://ketabpedia.com/%D8%AA%D8%AD%D9%85%D9%8A%D9%84/%D8%A7%D9%84%D8%A5%D8%AC%D8%A7%D8%B1%D8%A9-%D8%A7%D9%84%D9%85%D9%86%D8%AA%D9%87%D9%8A%D8%A9-%D8%A8%D8%A7%D9%84%D8%AA%D9%85%D9%84%D9%8A%D9%83-%D9%81%D9%8A-%D8%A7%D9%84%D9%81%D9%82%D9%87-%D8%A7%D9%84/

۳۳۔ السرخسی، المبسوط، ۱۸: ۱۲۴۔

رہے ہیں جو کہ شرکت میں آتے ہیں صرف اصطلاح کی تبدیلی ہے۔

۲۔ شراکت داری قرآن و سنت، اجماع و قیاس میں جائز ہے؛ جب کہ اس کے ساتھ کوئی ایسی شرط نہ ہو جس سے اس کا باطل ہونا لازم آتا ہو مثلا ایک وقت میں شراکت اور بیع کو جمع کر دینا۔

۳۔ شرکت متناقصہ کی تمام اقسام سے مختصراً گفت گو پیچھے آچکی ہے اور جدید مشارکہ جو کہ اصل میں شرکت کی ہی ایک نئی صورت ہے، اپنی اصل سے مطابقت رکھتی ہے۔ اس لیے اس کو اسلامی بینکوں کے تمویلی امور میں شامل کیا گیا ہے۔

۴۔ قرآن پاک، احادیث نبوی، اجماع اورائمہ کے اقوال سے اس کے جواز اور عدم جواز کی صورتوں کو ذکر کیا جا چکا ہے۔ کچھ اقسام میں اتفاق اور کچھ میں عدم اتفاق وسعت نظر سے دیکھنے کی طرف اشارہ ہے، تا کہ اتفاقیہ اقسام کو اپنا کر ناجائز صورتوں سے بچا جائے اور اسلامی بینکاری کو اسلام کے اقتصادی نظام کے مطابق ڈھالا جائے۔

سفارشات

۱۔ اسلامی بینکوں، کارپوریشنوں اور مالیاتی اداروں میں اس کی تشہیر قومی ملکی زبان اردو میں کی جائے تا کہ صارف حضرات بینکوں کے کتابچوں سے کماحقہ معلومات حاصل کر سکیں اور ذہن میں آنے والے سوالات کا صحیح جواب حاصل کر کے اسلامک بینکنگ کو اپنا سکیں۔

۲۔ شرکت کی اس قسم جدید (مشارکہ متناقصہ) کو میڈیا، اخبارات، رسائل میں زیادہ سے زیادہ شائع کیا جائے تا کہ لوگوں کا اسلامی بینکوں پر اعتماد ہو تا جائے۔ اور اسلامی ممالک میں اقتصادی اسلامی نظام کو ترقی مل سکے اور سرمایہ دارانہ نظام، سوشلزم، کمیونزم کی حوصلہ شکنی ہو سکے۔

۳۔ فقہاے قدیم کی کتابوں کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے اور ان کے دلائل و مسائل کے ساتھ عصر حاضر کے نئے چیلنجز کا مقابلہ کیا جائے۔ مشارکہ متناقصہ کو ہر سطح پر صارفین تک پہنچانے کا سلسلہ اسلامی روایات کے مطابق کیا جائے تا کہ اس میں زیادہ سے زیادہ علما، محققین، فضلا بحث مباحثہ کر سکیں تا کہ کوئی غیر شرعی امر مانع ہو تو اس کا حل اسلامی نقطۂ نظر سے سامنے آسکے، اور اگر ناجائز صورت بنتی ہے تو اس سے صارفین کو آگاہ کیا جاسکے۔

List of Sources in Roman Script

- Al.Qur'an.
- Abn-e- qdamah , sharh al-kbyr, al mghni (Ryaḍ:dar ul ktab al craby,1997) 4:53.
- Abni tyymiā ali bin ,Muhammad, al- akhtyrāt al -tyrat al-fqa mn fataw Abni tyymiā (Ryaḍ:al-nashr al mwsisah al-sacdyh) ,276.
- Al- kasany, abu bkr bin mscwd , bdāēc al-ṣnāc ,(byrot: dar al ktob al-clmih,2003) 7:501.
- Al.razi abu ebdulallah Muhammad al.hynfi mukhtar Al.sakhah mohqiq yusof a.shaikh Muhammad,(byrot: al maktaba alesaria),1:164.
- Al.Shàmi , Abni cabidin , rdul- al-mkhtar,(Ryaḍ: dar calm al ktab 2003) 6:466.
- Al.Sirkhsy, shms al-din lamh al-mbsowt (byrot: dar al ktob al-clmih1993) 8:124.
- Al-Bukhrī, Abu Abdullah Muhammad b. ismaeil(Saūdī Arab: Al-afqar:) 1998.426,hadith no , 2285.
- Al-hsown, Ali bin fahd,al Al-Ijarah Al-Muntahiyah Baltamlik fi Al-fiq.e.Al-Islami , 26.
- Ali hydr, mjlaal akhkam al cdliyh (Ryaḍ:dar calm al ktab 2003),1345.
- Al-mqdsi abn -e- qdamah, al mghni (Ryaḍ: dar calm al ktab،1997) 7:109.
- Al-mtyc, Muammad njyb,tqmilah al-mjmwc shraḥ al mhazb (misar: mtbct al imam),13:505.
- Al-Shèfcy, Muhammad bin adrys ,ktāb al- āmm (dar al- wfā byrot: ,2001) 4:5.
- Alzylicy, fkhr ul-din ucman .bin. ali , tbyan al - ḥaqayq shrḥ kanz al daqayq (multan ,maktaba imdadyh 1087) 3:112.
- Hmam abd al Rkhim sahid daktar,mw swa aadith ahkam al- mca malat.al.maliyh (sacudy:arab dar al kosr linnāshir wl tozyc1431),683.

- Hyīt ul mokhsibt al mcayyr al shrcyh(Mnnam bḥryn: 2002)1:171.
- Ibn qazy bdr al din, jamc ul fṣwlyn (Karachi: islamy ktab khanah) , 7.
- K.K. Dewit, Modern Economics Theory,106:14.
- Khtab abu cbd ul allah Muhammad bin Muhammad, thryr ul klam ful msaīl al altazm(byrot:dar ul arab al islamy,954), 233.
- Muhammad bin abrahym mūsa shrkat al ashkhas byn al shriact wl-qanūn ,(Ryaḍ: jamia al amam Muhammad bin scwd al islamia1401) 24.
- Usmany, Muhammad tqy bhwth fy qḍya mcasrh. Karachi: maktabah dar ul clwm),252.
- www,almaany.com.
- www.rekhta dictionary . com.